بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول اکرم

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا خطبہ

غدیر خم

حجتہ الودع کے موقع پر

تنظیم و پیشکش : سید ہادی حسن عابدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلام علیکم

۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ ہجری مطابق ۱۵ مارچ بروز اتوار ۶۳۲ھ عیسوی کو غدیر خم کے مقام پر رسول اکرم حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اللہ تعالی کے حکم سے اپنے جانشین وصی و خلیفہ کا اعلان فرمایا۔ تفصیلی خطبہ کے بعد حاضرین کو حکم دیا کہ وہ غایبین تک پیغام کو پہنچائیں اور والدین کو حکم دیا کہ وہ اپنی اولاد کو اس پیغام سے آگاہ کریں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ غدیر کا مکمل خطبہ کم از کم سال میں ایک مرتبہ ۱۸ ذی الحجہ کے موقع پر امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو خلیفہ وصی و جانشین بلا فصل ماننے والوں کی محفل میں سنایا جائے تاکہ رسول اللہ ﷺ کے خطبہ کے اہم نکات یاد رہیں۔

میری درخواست ہے ان حضرات سے جو اس کا ترجمہ کسی مغربی زبان میں کر سکتے ہوں تو حقیر سے ربط پیدا کریں تاکہ اس کی تکثیر کا انتظام کیا جا سکے۔

التماس دعاء

احقر سید ہادی حسن عابدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں میں چودہ سو سال سے چلے آرہے اختلافات کی سب سے اہم اور سب سے بڑی وجہہ رسول اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کے بعد آنحضرت ﷺ کے جانشین کے انتخاب کے تعلق سے ہے۔ اگر آج مسلمان رسول اللہ ﷺ کے حقیقی جانشینوں کے تعلق سے اتفاق کرلیں تو یہ اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔

کیا آج اس گفتگو کی اہمیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حقیقی جانشین کون تھے؟

اس سوال کے جواب میں کبھی اعتراض اور کبھی انتقاد کے عنوان سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جانشینی کا مسئلہ چودہ سو سال پرانا ہے۔ آج کیوں اس مسئلہ کو گفتگو کا عنوان بنایا جاتا ہے۔ چودہ سو سال گذرنے کے بعد آج یہ بحث بالکل بے فائدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کا حقیقی جانشین کون تھا؟ جو واقعہ تھا وہ ہو چکا, اب ہم بحث کر کے نہ تو حضرت علی علیہ السلام کو خلافت دے سکتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کو معزول کر سکتے ہیں۔ دوسرا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اس طرح کی گفتگو اتحاد کے لئے نقصان دہ ہے۔ آج جبکہ اتحاد کی شدید ضرورت ہے اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کو متحد ہو کر اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف اپنی توانائی کام میں لانا ہے تو اس دور میں ایسی باتیں کر کے اتحاد کو نقصان پہنچانا کونسی عقلمندی ہے۔

اس قسم کے اعتراضات موجودہ دور میں, شدت کے ساتھ پڑھے لکھے طبقہ میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو اس قسم کے اعتراضات کے جوابات معلوم ہونے

چاہئے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرونگا کیوں رسول اللہ ﷺ کے حقیقی جانشینوں کے تعلق سے گفتگو ضروری ہے مگر اس سے قبل اتحاد و اتفاق کے تعلق سے مختصر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اتحاد و اتفاق کی ضرورت:

آج ساری دنیا میں عقل و شعور رکھنے والا مسلمان ایسا نہیں ملے گا جو اتحاد و اتفاق کی ضرورت کو نہ جانتا ہو اور تفرقہ و اختلاف کے نقصان سے واقف نہ ہو۔ آج مسئلہ اتحاد و اتفاق مسلمانوں کے ضمیروں اور ان کے احساسات کو بیدار کر گیا ہے۔ جس طرح ہم تندرستی و بیماری، بھوک و پیاس کو محسوس کرتے ہیں اسی طرح یہ حقیقت بھی قابل احساس ہو چکی ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی شدید ضرورت ہے۔ اتحاد و اتفاق برقرار رکھنے کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ تمام مسلمانان عالم عظیم الشان و باعزت پرچم لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کے نیچے جمع ہو جائیں۔ اس پرچم کے نیچے آ کر ہی مسلمان حیات پاسکتے ہیں ورنہ انکی نابودی و بربادی یقینی ہے۔ یہ وحدت جغرافیائی حدود، نسل، قومیت، رنگ، زبان اور فرقہ وغیرہ کو رکاوٹ نہیں بنا سکتی۔ یہ وحدت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ہم سب اپنی نفسانی خواہشات اور خود غرضیوں کو عقل و فکر کی قوت کے ذریعہ قابو میں نہ رکھیں اور دوسرے مسلمان کی بہتری و ترقی کو وہی اہمیت دیں جو ہم اپنی بہتری و ترقی کو دیتے ہیں۔ جس طرح ہم اپنے مفادات کی حفاظت کے لئے کوشش کرتے ہیں اسی طرح دوسرے مسلمانوں کے مفادات کی حفاظت کے لئے بھی کوشش کریں۔ البتہ یہ مشکل کام ہے اور اس وقت

تک شروع نہیں کیا جاسکتا جب تک ہم **مساوات ومواسات** پر عمل کرنا شروع نہ کردیں۔

مساوات ومواسات کیا ہیں؟ مختصر الفاظ میں یہ کہ جو تم اپنے لئے چاہتے ہو اسے دوسروں کے لئے بھی چاہو۔ اور اپنا فائدہ، اپنی عزت اور اپنی کامیابی کو دوسروں کے فائدہ، ان کی عزت اور ان کی کامیابی میں چھپا ہوا سمجھو۔

موجودہ مسلمانوں کے حالات کے پیش نظر مساوات ومواسات کے لئے حالات سازگار و مناسب نہیں ہیں۔ مگر یہ تو کیا جاسکتا ہے کہ اس کی ابتدائی ضروریات کو اپنایا جائے اور اس پر عمل شروع کریں۔ اس کی ابتدائی ضرورت **عدل و انصاف** ہے۔ حق کے معاملے میں ایک دوسرے کی مدد کریں اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ اتحاد کے معنی یہ نہیں ہے کہ ایک گروہ، دوسرے گروہ کے جائز حقوق کو پائمال کرے یا اسے قبول نہ کرے اور دوسرا گروہ اتحاد کی خاطر ساکت بیٹھا رہ جائے۔ یہ بات انصاف سے دور ہے کہ اگر مظلوم اپنے حق کا مطالبہ کرے اور اصول عدالت و انصاف کو اجراء کرنے کی درخواست کرے تو اس پر یہ الزام لگایا جائے کہ وہ اختلاف ڈال رہا ہے، تفرقہ پھیلا رہا ہے۔ بلکہ ایسے موقعوں پر سب کی ذمہ داری ہے کہ اس کی شکایت کو سنیں، اسکی تحقیق کریں اگر وہ مظلوم سچ کہہ رہا ہے تو اس کا ساتھ دیں اور اگر مظلوم غلط کہہ رہا ہے تو اسے اسکی غلطی سے واقف کرایئں اور اسے مطمئن کریں۔ اگر کوئی جانتے بوجھتے مظلوم کے خلاف زہر اگلے، تو دوسروں کو چاہیے کہ ان افراد کو اس عمل سے روکا جائے تا کہ اختلاف کی آگ جلد از جلد ٹھنڈی ہو جائے۔ اس گفتگو کو ختم کرنے سے پہلے یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یقینا اتحاد کے لئے ہر

ممکن کوشش کی جاے۔ اتحاد بے حد ضروری ہے۔مگر اتحاد برقرار رکھنا کیا صرف ہماری ہی ذمہ داری ہے۔ اسلام کے دوسرے فرقوں پر یہ ذمہ داری نہیں ہے؟ اتحاد وجود میں لانے کے لیے سب سے پہلے ضروری ہے کہ اختلاف کی وجہ معلوم کریں اور اختلاف کی وجہہ کو دور کریں۔ دوسرا قدم یہ اٹھائیں کہ ان تمام باتوں کو جو بے نتیجہ ہیں اور اتحاد مسلمین پر ضرب لگاتی ہیں ان سے دور رہیں مگر یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ علمی گفتگو اور علمی بحث سے دوری نہ کریں اور انھیں نہ چھوڑیں۔علمی بحث ہو مگر تعصب کی عینک نکال کر, کھلے دل کے ساتھ, حقیقت معلوم کرنے کے لئے گفتگو ہو نہ کہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کے لئے۔

رسول اللہ ﷺ کے حقیقی جانشینوں کے تعلق سے گفتگو پر اعتراض کا جواب :

اس قسم کا اعتراض کرنے والے افراد کہ آج چودہ سو سال بعد یہ گفتگو بے فائدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حقیقی جانشین کون تھا درحقیقت اس گفتگو کی اہمیت سے واقف نہیں ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ہماری صلاح اور فلاح کے لئے کچھ عبادتوں کا انجام دینا ہم پر واجب قرار دیا ہے۔یہ عبادتیں اسی وقت قبول ہوں گیں جب ہم انھیں اسی طرح انجام دیں جس طرح اللہ تعالی نے چاہا ہے۔اپنے طور طریقہ پر یا اپنی مرضی کی بنیاد پر یا غلط طریقہ پر عبادت انجام دیکر ہم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

مثال سے بات کو واضح کروں۔مسلمانوں کے سبھی فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ دن میں پانچ وقت کی نماز واجب ہے۔مگر اس بات پر متفق نہیں ہیں کہ یہ نماز کس طرح انجام

دیں۔ جب ہم نماز ادا کرنے کے طریقے کو دیکھتے ہیں تو ہمیں مختلف طریقے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالی نے یقینا ایک طرح کی نماز کا حکم دیا ہے۔ جب ہم اس اختلاف کی وجہہ پر غور کرتے ہیں تو وہاں پہنچ جاتے ہیں جہاں سے رسول اللہ ﷺ کے بعد دو سلسلے مسلمانوں کی رہبری کے چلے۔ سلسلہ امامت اور سلسلہ خلافت اور ان ہی کی وجہہ سے صرف نماز ہی نہیں بلکہ اکثر عبادتوں کے ادا کرنے میں اختلافات پیدا ہو گئے۔ لہذاء آج کے مسلمان کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کس سلسلہ رہبری کی پیروی کرے کہ اس کی عبادتیں صحیح طریقے پر انجام پا سکیں۔

چنانچہ یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ یہ گفتگو حضرت علی ع کو خلافت دلوانے کے لئے نہیں ہے بلکہ ہماری عبادتوں کو اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت دلوانے کے لئے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے حقیقی جانشینوں کا جاننا اس لئے ضروری ہے کہ ہمیں کس کی پیروی جنت لے جا سکتی ہے۔ اور اس گفتگو کی آج بھی اہمیت ہے اور کل بھی رہے گی۔ جب تک روے زمین پر انسان کا وجود رہے گا, اس وقت تک یہ گفتگو ہوتی رہے گی کہ کس کی پیروی ہم کو نجات کی ضمانت دیتی ہے۔ لہذاء رسول اللہ ﷺ کے حقیقی جانشینوں کا جاننا کسی بھی عبادت کے انجام دینے سے قبل ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے حقیقی جانشینوں کو جاننے کی ضرورت کو سمجھ لینے کے بعد اب مناسب ہے کہ ہم اس واقعہ کو تفصیل سے پڑھیں جس کو تاریخ نے غدیر خم کے عنوان سے اپنے دامن میں محفوظ کر لیا ہے اور جس میں رسول اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ایک طولانی خطبہ کے ذریعہ سے اپنے جانشینوں کا اعلان کیا ہے۔ چونکہ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ

کے آخری حج کے فوری بعد انجام پایا تھا اس لئے حج سے نسبت دیتے ہوئے بیان کرنا امانت داری کا تقاضہ ہے۔

حجۃ الوداع:

شیخ کلینی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ ہجرت کے بعد دس سال تک مدینہ منورہ میں رہے اور حج نہ کر سکے یہاں تک کہ سورہ حج کی آیت ۲۷ و ۲۸ نازل ہوئی: (ترجمہ) اور لوگوں کو حج کی خبر کردو کہ لوگ تمہارے پاس (جوق در جوق) پیادہ اور ہر طرح کی سواریوں پر جو راہ دور دراز طے کر کے آئی ہوئی ہوں آپہنچیں تاکہ اپنے (دنیا و آخرت کے) فائدوں پر فائز ہوں اور اللہ نے جو جانور چارپائے انھیں عطا فرمائے ان پر ذبح کے وقت چند معین دنوں میں اللہ کا نام لیں تو تم لوگ (قربانی کا گوشت) خود بھی کھاؤ اور بھوکے محتاج کو بھی کھلاؤ۔؛
آیت کے نزول کے بعد آنحضرت ﷺ نے منادی کرنے والوں کو حکم دیا کہ مدینہ اور مدینہ کے اطراف منادی کردیں کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کو جا رہے ہیں۔ مدینہ سے دور رہنے والے مسلمانوں کو خط کے ذریعہ اطلاع دی گئی کہ رسول اللہ حج کا ارادہ رکھتے ہیں لہذا جو حج کی استطاعت رکھتا ہے وہ حاضر ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج ادا کرنے کی خبر سن کر مسلمانوں میں ایک نیا جوش پیدا ہوا اور مدینہ سے باہر رہنے والے مسلمان ہزاروں کی تعداد میں آکر مدینہ کر باہر خیمہ لگا کر رسول اللہ ﷺ کے سفر کا انتظار کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ اہل بیت اطہار اور اپنی تمام ازواج کو لیکر ۲۶ ذیقعدہ سنہ دس ہجری (مطابق ۲۳ فبروری ۶۳۲

عیسوی اتوار کے دن) کو مدینہ سے حج انجام دینے کے لئے ٦٦ قربانی کے جانوروں کے ہمراہ نکلے۔آنحضرت ﷺ نے **ابودجانہ** کو مدینہ میں اپنا جانشین قرار دیا۔حضرت علی علیہ السلام کو کچھ دن قبل رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ شیخ مفید اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ رسول اکرم حضرت محمد مصطفی ﷺ نے خالد ابن ولید کو مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ جن میں براء بن عازب بھی تھے یمن کی طرف بھیجا تا کہ اہل یمن کو اسلام کی دعوت دیں۔خالد چھ مہینے وہاں رہے اور ایک شخص کو بھی مسلمان نہ کر سکے۔رسول اللہ ﷺ کو بہت ملال ہوا۔آپ نے امیرالموءمنین حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ وہ یمن تشریف لے جائیں, اہل یمن کو اسلام کی دعوت دیں, احکام الہی کی ان کو تعلیم دیں, حلال وحرام انھیں بتلائیں اوران کے مال سے خمس وصول کریں۔اہل نجران سے جنھوں نے مباہلہ کے بعد جزیہ دینے کا وعدہ کیا تھا,ان سے جزیہ وصول کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خالد کو ان کے لشکر کے ساتھ واپس مدینہ بھیج دو اور اگر خالد کے ساتھوں میں سے کوئی تمہارے ساتھ رہنا چاہے تو اسے روک لو۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ میں امیرالموءمنین ع کے پاس ٹھہر گیا۔جب اہل یمن کو ہمارے آنے کی اطلاع ملی تو وہ جمع ہوئے۔امیرالموءمنین ع نے ہمارے ساتھ صبح کے نماز ادا کی اورنماز کے بعد ہمارے آگے کھڑے ہو کر اہل یمن سے مخاطب ہوئے۔اللہ کی حمد وثناء کے بعد رسول اللہ ﷺ کا خط ان کو سنایا۔اس دن ہی قبیلہ ہمدان کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔ ٢٦ ذیقعدہ کو رسول اللہ ﷺ مدینہ سے حج کے سفر کا آغاز کیا, جب ذوالحلیفہ پر پہنچے تو

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ غسل کریں، سلے ہوئے کپڑے اتار کر لنگی باندھیں اور چادر اوڑھیں۔ آنحضرت ﷺ نے غسل احرام کیا اور مسجد شجرہ میں داخل ہوئے، ظہر کی نماز ادا کی، حج کی نیت کی اور احرام باندھا، مسجد سے چلے۔ تلبیہ کہنا شروع کیا۔ مکہ کے قریب پہنچے تو تلبیہ کو قطع کیا۔

۴ ذی الحجہ (مطابق یکم مارچ ۶۳۲ عیسوی بروز اتوار) کو مکہ پہنچے اور باب بنی شیبہ سے مسجد الحرام میں داخل ہوئے۔ مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجا۔ حجر اسود کے پاس تشریف لائے اس پر ہاتھ پھیرا اور بوسہ دیا۔ سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کیا، مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز طواف ادا کی۔ نماز کے بعد چاہ زمزم پر گئے، پانی پیا اور کعبہ کی طرف رخ کر کے یوں دعاء کی: **پروردگار میں تجھ سے نفع بخشنے والا علم، وسیع رزق اور تمام درد و بیماریوں سے شفا چاہتا ہوں۔**

اس دعاء کے بعد دوبارہ حجر اسود کے قریب گئے، اس پر ہاتھ پھیرا، بوسہ دیا اور وہاں سے کوہ صفا کی طرف چلتے ہوئے سورہ بقرہ کی آیت ۱۵۸ کی تلاوت فرمائی:

(ترجمہ) بیشک (کوہ) صفا و (کوہ) مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو شخص کعبہ کا حج یا عمرہ بجالائے اس کے لئے حرج نہیں ہے کہ وہ صفا و مروہ کا طواف کرے۔

رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور رکن یمانی کی طرف رخ کر کے اللہ کی حمد و ثناء بجا لائے۔ کوہ صفا سے نیچے اترے اور کوہ مروہ پر گئے۔ جتنی دیر کوہ صفا پر ٹھہرے تھے اتنی ہی دیر کوہ مروہ پر بھی ٹھہرے۔ پھر کوہ مروہ سے نیچے آئے اور کوہ صفا پر گئے۔ وہاں توقف فرمایا،

دعاء کی، پھر کوہ مروہ پر گئے۔اس طرح سات مرتبہ سعی کی۔

آخری مرتبہ جب کوہ مروہ پر تشریف لے گئے تو لوگوں کی طرف رخ کرکے اور ہاتھ سے اپنی پشت کی جانب اشارہ کرکے فرمایا: یہ جبرئیل ہیں کہتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو حکم دوں کہ جو شخص اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لایا ہو وہ محل (احرام اتار دے) ہوجائے اور اپنے حج کو عمرہ سے بدل دے۔جو قربانی لیکر آیا ہے وہ احرام میں رہے جب تک قربانی کو اس کی جگہ پر نہ پہنچادے۔

اسی وقت امیرالموءمنین یمن سے تشریف لائے وہ اپنے ساتھ ۳۴ قربانی کے جانور لائے تھے۔رسول اللہ نے سوال کیا یا علی ع تم نے کس نیت سے احرام باندھا ہے؟

حضرت علی ع نے فرمایا: حضور کی طرح۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری طرح احرام پر باقی رہو۔

رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں کسی کے مکان پر قیام نہیں کیا بلکہ اصحاب کے ساتھ مکہ کے بالائی حصہ حجون (ابطح) میں آپ کے لئے ایک خیمہ لگایا گیا، وہیں پر حج کے شروع ہونے تک ٹھہرے رہے۔

۸ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے وقت لوگوں کو حکم دیا کہ غسل احرام کریں اور حج کا احرام باندھیں۔رسول اللہ ﷺ اصحاب کے ہمراہ تلبیہ کہتے ہوئے حج کے لئے روانہ ہوئے اور منی پہنچے۔منی میں ظہر وعصر ومغرب وعشاء اور دوسرے روز صبح کی نماز بجالائے۔نویں ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد غسل کرکے عرفات میں داخل ہوئے۔ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ظہر وعصر کی نماز ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کے ساتھ ملا کر ادا کی۔عصر کی

نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے ناقہ غضبا پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا جو خطبہ عرفات کے نام سے مشہور ہے۔

خطبہ عرفات

اس خطبہ کو پیش کرنا اس لئے ضروری ہے کہ خود ساختہ خلافت اور ان کے بعد آنے والے اقتدار کے بھوکے مسلمان حکمرانوں نے درباری ضمیر فروش بے دین علماء کی مدد سے **غدیر خم** کے خطبہ کو رسول اللہ ﷺ کے آخری حج کے واقعات سے مٹانے کے ارادہ سے اس خطبہ کو ہی **خطبہ حج الودع** کے عنوان سے پیش کرتے آرہے ہیں جبکہ یہ خطبہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات کے میدان میں ارشاد فرمایا اور غدیر کا خطبہ غدیر خم کے مقام پر ارشاد فرمایا۔

ابن اسحاق کی روایت کے بموجب حضرت محمد مصطفی ﷺ نے عرفات کے میدان میں ۹ ذی الحجہ کو عصر کی نماز کے بعد اپنے ناقہ غضباء پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا جبکہ مکبر الصوت کا فریضہ ربیعہ بن اسلم بن خلف انجام دے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء انجام دینے کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکھٹے نہیں ہوں گے۔ اسلام میں سب انسان برابر ہیں، نہ عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر فضیلت ہے سوائے اللہ کے تقوی کی وجہ سے۔

لوگوں سے سوال کیا: کیا میں نے تبلیغ کا کام انجام دیا؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

آگاہ ہو جاؤ کہ مجھے صرف اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم ہے تاوقتیکہ وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ نہ کہیں۔ جب وہ اقرار کرلیں تو ان کے جان و مال محفوظ ہیں۔

لوگوں سے سوال کیا: یہ کونسا شہر, کونسا مہینہ اور کونسا دن ہے؟ لوگوں نے کہا یہ محترم شہر مکہ, محترم مہینہ ذی الحجہ کا اور محترم دن عرفہ کا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ نے تمہارے جان و مال کو ایک دوسرے پر قیامت تک ایسے ہی حرام قرار دیا ہے جیسے آج کے دن اس مہینہ اور اس شہر میں حرام ہیں۔

فرمایا: لوگو! تمہیں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے تعلق سے سوال فرمائیگا۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسری کی گردنیں کاٹنے لگو۔

سوال فرمایا: کیا میں نے بات پہنچا دی؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے پروردگار گواہ رہنا۔

فرمایا: لوگو! میری بات غور سے سنو اور اپنے ذہن میں محفوظ کرلو۔ بیشک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اسکے ساتھ دغا نہ کرے نہ اس سے خیانت کرے, نہ غیبت کرے, نہ اس کے لئے اسکا خون حلال ہے اور نہ بغیر اسکی خوشی و رضامندی کے اسکے مال کا کوئی حصہ۔ رسول اللہ ﷺ نے سوال کیا: کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے اللہ گواہ رہنا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑا دشمن وہ آدمی ہے جو ایسے شخص کا قاتل ہو جو اسکے قتل کے درپئے نہ ہو اور ایسے شخص کو مارے جو اسے نہ مارے۔

اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ تمہارے زیر اثر کی گئی ہیں۔ تم نے انھیں امانت الٰہی کے طور پر اختیار کیا ہے اور شریعت کے مطابق تمہارے لئے حلال ہیں۔ تمہارے ان پر چند حقوق ہیں اور ان کے بھی تم پر چند حقوق ہیں۔ تمہارے حقوق میں سے

ان پر یہ ہے کے دوسرے شخص کو تمہارے بستر پر نہ آنے دیں اور نیک امور میں تمہاری نافرمانی نہ کریں۔ جب وہ اس طرح عمل کریں تو تم پر لازم ہے کہ ان کی ضرورت کے مطابق کھانا کپڑا ان کے لئے مہیا کرو اور ان کو نہ مارو۔

میں تمہیں ان لوگوں کی نسبت وصیت کرتا ہوں جو تمہارے غلام ہیں۔ انھیں وہی کھلاؤ جو تم کھاؤ اور وہی پہناؤ جو تم پہنو۔ اگر وہ معصیت کریں تو حاکم کے حوالے کرو تا کہ حسب قانون سزاء دیں۔ جو غلام اپنے آقا کے احسانات کو فراموش کر دے وہ محمد ﷺ پر جو اللہ نے نازل کیا ہے (قرآن) اسکا منکر ہو گا۔ جو شخص اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے اپنا نسب لگائے تو اس پر اللہ کی, ملائکہ کی اور سب کی لعنت ہے۔

آپ ﷺ نے سوال کیا: کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟

سب نے جواب دیا: جی ہاں۔ فرمایا: پروردگار تو گواہ رہنا۔

فرمایا: خبردار ہو جاؤ کہ جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں۔ زمانہ جاہلیت کے قتل کے تمام جھگڑے اور جو خون بہایا گیا وہ سب معاف ہیں۔ اس کا قصاص نہیں ہے۔ سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے مطالبہ خون کو جو ربیعہ بن حارث کا ہے جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور جسے بنی ہذیل نے قتل کر ڈالا, اس سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اور اسی طرح ہر سود جو زمانے جاہلیت میں قرار دیا گیا تھا وہ باطل ہے۔ سب سے پہلے میں عباس ابن عبد المطلب کا سود برطرف کرتا ہوں جو لوگوں پر باقی ہے۔ اے لوگو! اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو۔ لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان نہ کرو, ملک میں فساد پھیلاتے نہ پھرو, جن کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو تو لوٹا دو۔ میرے پاس اپنے نسبوں کو نہ لاؤ, بلکہ

میرے پاس اعمال لاؤ۔اوروں سے بھی یہی کہتا ہوں اور تمہارے لئے بھی اسی کی تاکید کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پھر سوال کیا: کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ؟

سب نے ایک آواز ہو کر کیا: جی ہاں ۔آپ ﷺ نے فرمایا؛اے اللہ تو گواہ رہنا۔

اے لوگو! میرے بعد نہ کوئی پیغمبر آنے والا ہے اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے۔

خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو, نماز پنجگانہ ادا کرو, سال بھر میں ایک مہینہ کے روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکات نہایت خوش دلی سے دیا کرو۔ بیت اللہ کا حج بجالاؤ۔

اپنے حکام کی اطاعت کرو تا کہ تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخلہ پاؤ۔

بیشک شیطان آج کے بعد سے مایوس ہو گیا ہے کہ اس کی اس سرزمین پر پرستش کی جائے گی۔لیکن اگر تم اپنے ایسے اعمال میں اسکی اطاعت کرو گے جن کو تم حقیر سمجھتے ہو تو وہ اسی پر خوش ہو گا۔

آپ ﷺ نے سوال کیا: کیا میں نے تبلیغ کر دی؟

سب نے جواب دیا: جی ہاں یارسول اللہ۔آپ نے فرمایا: پروردگار تو گواہ رہنا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تم سے میری نسبت بھی سوال کیا جائیگا۔تم کیا جواب دو گے؟۔

سب نے کہا: ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے۔آپ نے رسالت و نبوت کا حق ادا کر دیا اور نصیحت تمام کر دی۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر لوگوں کی طرف جھکایا پھر اٹھایا ورجھکایا اور فرمایا : پروردگار تو گواہ رہنا, پروردگار تو گواہ رہنا پروردگار تو گواہ رہنا۔

اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تم ان دونوں کو پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو نگے اور وہ اللہ کی کتاب (قرآن) اور میری عترت (میرے اہل بیت) ہیں۔ لہذا ان کو مضبوطی سے اختیار کرو۔

آپ ﷺ نے پھر سوال کیا: کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟

سب نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ گواہ رہنا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو! جو یہاں موجود ہیں وہ غایبین تک یہ پیغام پہنچا دیں ممکن ہے بعض سننے والوں سے زیادہ وہ لوگ اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت کرنے والے ہوں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

بیشک اللہ عزوجل نے ہر حقدار کو اس کا حق ادا کر دیا ہے پس وارث کے لئے وصیت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں کسی عورت کے لئے اپنے شوہر کے مال سے کسی کو اس کی اجازت کے بغیر دینا جائز نہیں ہے۔ قرض قابل ادائی ہے اور عاریت بھی قابل واپسی ہے۔ عارضی عطیہ وقت گذرنے پر قابل استرداد ہے ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔ ہاں مجرم اپنے جرم کا ذمہ دار ہے۔ باپ کے جرم کا بیٹا اور بیٹے کے جرم کا باپ ذمہ دار نہیں ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس قدر بلند کیا کہ زیر بغل کی سفیدی نمایاں ہو گئی اور فرمایا کہ پروردگار تو گواہ رہنا کہ جو کچھ ان لوگوں پر تبلیغ کرنا چاہیے تھا میں نے کر دیا۔ (**رسول اللہ ﷺ کا خطبہ عرفات شیعہ اور اہل سنت کی کتابوں سے**)

۔غروب آفتاب کے بعد عرفات سے روانہ ہو کر مشعر الحرام میں داخل ہوئے۔ نماز مغرب و

عشاء مشعر الحرام میں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ملا کر ادا کی۔رات مشعر میں بسر کی اور صبح کی نماز بھی مشعر الحرام میں ادا فرمائی۔طلوع آفتاب کے بعد مشعر الحرام سے روانہ ہو کر منی میں قیام فرمایا۔جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں ماریں اور جانوروں کی قربانیاں انجام دیں۔قربانیوں کے بعد آنحضرت ﷺ نے سر مونڈوایا اور اسی روز طواف خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے۔طواف و سعی انجام دیکر پھر منی واپس آئے اور ۱۳ ذی الحجہ تک منی میں ٹھہرے۔۱۳ کو تینوں جمرہ پر کنکریاں مار کر, اپنا سامان لیکر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔

فریضہ حج کے بعد:

جب حج سے فارغ ہوئے تو جبرئیل نازل ہوئے اور سورہ عنکبوت کی ابتدائی آیتیں لائے۔ (ترجمہ): کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ (صرف) اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے چھوڑ دئے جائینگے اور ان کا امتحان نہ لیا جائے گا (ضرور لیا جائے گا)۔اور ہم نے تو ان کا بھی امتحان لیا جو ان سے پہلے گزر چکے, غرض اللہ ان لوگوں کو جو سچے (دل سے ایمان لائے) ہیں یقینا علیحدہ دیکھے گا اور جھوٹوں کو بھی (علیحدہ) ضرور دیکھے گا۔کیا جو لوگ برے برے کام کرتے ہیں انھوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ ہم سے (بچ) کر نکل جائیں گے۔(اگر ایسا ہے تو) یہ لوگ کیا ہی برے حکم لگاتے ہیں۔(سورہ عنکبوت آیت ۱ تا ۴)۔

اس نزول کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل سے سوال کیا کہ یہ فتنہ کیسا ہے؟

جبرئیل نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی نے آپ کو سلام بھجوایا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کو حکم دیا اس کی وفات کے وقت کہ وہ اپنی امت میں اس کو جانشین مقرر کرے جو اس کا قائم مقام ہونے کا اہل ہو اور اس کی سنتوں اور احکام کو

امت میں زندہ رکھے۔ جولوگ اللہ کے رسول کی اس امر میں اطاعت کریں جو وہ ان کو حکم دے وہی لوگ اپنے دعوے ایمان میں سچے ہیں اور جو اس کی حکم کی مخالفت کریں وہ جھوٹے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ بیشک آپ کا وقت پروردگار کی بارگاہ میں جانے کا قریب آ گیا ہے اور اللہ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے بعد امت میں علی ابن ابی طالب ع کو مقرر کیجے اور ان کو احکام دین کی وصیت کیجئے۔

اللہ تعالی آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ علی ع کو وہ سب کچھ تعلیم دے دیں جو اللہ نے آپ کو تعلیم دی ہے اور ان تمام امور کے خواستگار ہوں جن کی حفاظت کا اللہ آپ سے خواستگار ہوا ہے۔ علی ع کو اپنی تمام امانتیں سپرد کر دیجے کیونکہ وہ امین مومن ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ میں نے تم کو اپنے بندوں میں برگزیدہ کیا تم میرے رسول ہو اور میں نے علی ع کو برگزیدہ کیا تاکہ وہ تمہارا وصی ہو۔

اس پیغام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ع کو طلب کیا اور ایک رات اور ایک دن ان کو خلوت میں ان تمام علوم وحکمت کی تعلیم فرمائی جو اللہ نے آنحضرت ﷺ کے سپرد فرمایا تھا اور اس بارے میں جو کچھ وحی جبرئیل لائے تھے سب حضرت علی ع سے بیان فرمایا۔

وہ دن رسول اللہ کی زوجہ عائشہ بنت ابوبکر کی باری کا دن تھا۔ عائشہ نے رسول اللہ سے کہا کہ علی ع کے ساتھ آپ کی خلوت بڑی طولانی ہو رہی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ عائشہ نے کہا کیوں مجھ سے منہ پھیر لیتے ہو اور جواب نہیں دیتے، وجہ بتلائیے شاید اس میں میری بھی کچھ بھلائی ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا، اس میں بہتری اس کے لئے ہے جس کو اللہ سعادتمند بنائے اور اس کو قبول کرنے

کی توفیق عطا فرمائے اور وہ اس پر ایمان لائے۔ میں اس پر مامور ہوا ہوں کہ سب کو اس طرف بلاؤں۔ جب میں اس امر کی تعمیل کے لئے کھڑا ہوں گا اس وقت اے عائشہ تم بھی مطلع ہو جاؤ گی۔ عائشہ نے اصرار کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اس وقت آپ کیوں نہیں بتا دیتے تا کہ سب سے پہلے میں ہی اس پر عمل کروں اور اس کو اختیار کروں جس میں میری بھلائی ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا میں تم کو آگاہ کئے دیتا ہوں بشرطیکہ تم اس کی حفاظت کرو اور پوشیدہ رکھو جب تک کہ میں لوگوں کو آگاہ نہ کروں۔ تم اگر اس کو افشاء نہ کرو گی تو اللہ تم کو دنیا و آخرت کے نقصان سے محفوظ رکھے گا اور تم کو اللہ و رسول ﷺ پر ایمان کی طرف سبقت و عجلت کی فضیلت حاصل ہو گی اور اگر تم نے اس کو ضائع کیا اور اسکی رعایت کو ترک کیا جو میں تم کو بتاتا ہوں تو تم کافر ہو جاؤ گی اور تمہارے تمام ثواب ضبط و برباد ہو جائیں گے۔ تم سے اللہ و رسول ﷺ بیزار و الگ ہو جائیں گے اور تم بھی نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گی۔ تمہارے عمل سے اللہ و رسول کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ یہ سن کر عائشہ ضامن ہوئیں کہ اس راز کی حفاظت کریں گی اور اس کو افشاء نہ کریں گی اور اس پر ایمان لائیں گیں اور اس کی رعایت کریں گی۔ تب سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ میری عمر تمام ہو رہی ہے اور مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ علی ع کو لوگوں کے درمیان ان کا پیشوا و امام بناؤں اور اپنا خلیفہ مقرر کروں جس طرح گزشتہ پیغمبروں نے اپنے اوصیا کو خلیفہ بنایا اور میں اپنے پروردگار کے حکم کا مطیع ہوں اور اس کے فرمانے پر عمل کرتا ہوں۔ لہذا تم کو اے عائشہ چاہئے کہ اس راز کو اس وقت تک پوشیدہ رکھو جب تک اللہ مجھ کو اس کے ظاہر کرنے کا حکم نہ دے۔ رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کرنے کے باوجود عائشہ نے فورا اس راز کو رسول اللہ ﷺ کی

دوسری زوجہ حفصہ بنت عمر سے کہہ دیا اور پھر ان دونوں نے اپنے اپنے والدوں سے بیان کیا۔ ان دونوں صاحبان نے طلقاء و منافقوں کے گروہ کو اس راز سے آگاہ کر دیا۔ کسی نے کہا کہ محمد ﷺ خلافت کے تعلق سے چاہتے ہیں کہ قیصر و کسرے کے طریقہ پر عمل کریں تا کہ خلافت قیامت تک ان کی ذریت میں رہے۔ قسم ہے پروردگار کی تم کو زندگی کا کچھ لطف حاصل نہ ہوگا اگر خلافت علی ع کو مل جائے گی۔ بیشک محمد ﷺ تمہارے ساتھ ملاحظہ سے بھی کام لیتے ہیں مگر علی ع تو وہی عمل کرینگے جو برتاو تم سے دیکھیں گے۔ لہذا ء خوب غور کرو، اپنے اور ان کے تعلق سے سونچو، جو کچھ تمہاری رائے ہو طے کرلو۔ غرض ان لوگوں نے اس تعلق سے بہت سی باتوں اور بہت سی تدبیروں پر غور کیا اور طے کرلیا کہ آنحضرت ﷺ کے ناقہ کو گھاٹی پر بھڑکا دیں تا کہ آنحضرت ﷺ گھاٹی میں گر کر ہلاک ہو جائیں ۔ یہ گروہ چودہ افراد کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارادہ تھا کہ جب مدینہ واپس جائیں گے تو امیر المومنین ع کو امامت کے لئے مقرر فرمائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے بلال کے ذریعہ مکہ میں اعلان کروایا اور حکم دیا کہ سوائے بیمار افراد کے سب مکہ سے خارج ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ مسجد خیف کے قریب پہنچے تو جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ عہد ولایت کی تبلیغ فرمائیں اور علی علیہ السلام کو اپنا قائم مقام بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے خوف زدہ ہوئے کہ ایسا نہ ہو کہ اہل شقاق و نفاق پراکندہ ہو جائیں اور پھر سے اپنی جاہلیت اور کفر کی طرف پلٹ جائیں، کیونکہ حضرت ﷺ جانتے تھے کہ ان کو علی ع سے کس درجہ عداوت ہے۔ اس لئے حضرت ﷺ نے تاخیر فرمائی۔ جب رسول اللہ ﷺ کراع الغنیم تک پہنچے جو مکہ کے باہر ہے وہاں پھر جبرئیل نازل ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرئیل میں اپنی قوم سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں

اور علی ع کے بارے میں میرا قول قبول نہ کریں۔ جب غدیر کے مقام پر پہنچے جو جحفہ سے تین میل پہلے ہے جبرئیل نازل ہوئے نہایت سخت تاکیدی حکم کے ساتھ اور دشمنوں کے شر سے حفاظت کا وعدہ لیکر اور کہا یا رسول اللہ ﷺ پروردگار عظیم وجلیل آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے پیغمبر بزرگ علی ع کے بارے میں جو حکم تم پر نازل ہو چکا ہے اس کی تبلیغ کردو اگر ایسا نہ کیا تو اللہ کی رسالت ہی نہ پہنچائی اور اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ افراد کا قافلہ جحفہ تک پہنچا تھا۔ منادی کرائی کہ سب لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس جمع ہوں۔ آگے بڑھ جانے والوں کو واپس بلایا اور باقی لوگوں کو روک لیا۔ راستہ کی سیدھی جانب چند خاردار درخت تھے۔ حضور ﷺ کے حکم سے ان درختوں کے نیچے صفائی کی گئی۔ اس روز گرمی شدت کی تھی۔ اکثر لوگ گرمی کی وجہ سے اپنی چادروں کو پیروں پر لپیٹے ہوئے تھے۔ اونٹ کے کجاوے ایک پر ایک رکھ کر منبر بنایا گیا۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو آنحضرت ﷺ ان کجاووں کے منبر پر تشریف لے گئے اور امیر المومنین ع کو اپنے پاس طلب فرمایا اور اپنی داہنی جانب کھڑا کیا۔

خطبہ ارشاد فرمایا, حمد وثناء الٰہی کی۔ اپنی وفات کی اطلاع دی۔ فرمایا میں تم لوگوں سے جدا ہو جاؤں گا اور اس دار فانی کو وداع کرونگا اور آخرت کے درجات عالیہ کی طرف رحلت کروں گا ۔ میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان سے متمسک رہو گے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوں گے۔ وہ کتاب اللہ اور میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کریں گے۔ پھر با آواز بلند سوال کیا کہ کیا میں تمہاری جانوں پر تم سے زیادہ حق نہیں رکھتا, تمام مسلمانوں نے جواب

دیا اللہ گواہ ہے آپ کو ہم پر ہم سے زیادہ حق ہے ۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے امیر المومنین ع کا بازو پکڑ کر ان کو اس حد تک اٹھایا کہ حضرت ﷺ کے زیر بغل کی سفیدی نمایاں ہو گئی ۔ اور فرمایا کہ میں جس کا مولا اور اسکے نفس کا مالک ہوں اس کا یہ علی ع بھی مولا اور اس کے نفس سے اس پر زیادہ اختیار رکھنے والا ہے ۔ پروردگار تو دوست رکھ اس کو جو علی ع کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو علی کو دشمن رکھے اور مدد کر اس کی جو علی ع کی مدد کرے اور چھوڑ دے اس کو جو علی ع کو چھوڑ دے ۔ اس کے بعد منبر سے اتر آئے اور لوگوں کو حکم دیا کہ علی ع کو امیر المومنین کہہ کر سلام کریں ، مبارک باد دیں اور بیعت کریں ۔

مکمل غدیر کا خطبہ :

رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہر طرح کی حمد اور ہر تعریف اللہ تعالی کے لئے ہے جو اپنی یکتائی میں بلند مرتبہ ہے اور اپنی قدرت سے مخلوق سے قریب ہے ۔ بادشاہی میں سب سے بڑا ہے اور تمام مخلوقات میں اس کی حکمت ظاہر ہے ۔ اس کا علم تمام چیزوں پر محیط ہے ۔ اس نے اپنی قدرت اور اسکے اظہار کے لئے تمام مخلوق کو مغلوب و مقہور کر رکھا ہے ۔ وہ ہمیشہ سے بلند و بزرگ ہے اور ہمیشہ حمد و ستایش کا مستحق رہے گا ۔ بلند آسمانوں کا پیدا کرنے والا ، زمین پست کا پھلانے والا ہے ۔ اس کی جلالت و قدرت اس کے آسمانوں میں ظاہر ہے ۔ وہ برائیوں سے بے انتہا پاک و مقدس ہے اور عیبوں سے منزہ و بری ہے ۔ فرشتوں اور روحوں کا پروردگار ہے ۔ اپنی تمام مخلوق پر فضل کرنے والا ہے اور وہ نعمتیں عطا کرتا ہے اس کو جس کو اپنی بارگاہ میں مقرب قرار دیتا ہے ۔ وہ تمام آنکھوں کو دیکھتا ہے

کوئی آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی۔ کریم ہے بردبار ہے، صاحب علم و وقار ہے۔ اس کی رحمت تمام چیزوں پر ہے اور اپنی نعمتوں سے تمام چیزوں پر احسان کئے ہوئے ہے۔ اپنی عدالت کو کام میں لا کر بندوں سے انتقام نہیں لیتا بلکہ ان پر فضل و کرم سے کام لیتا ہے۔ عذاب کے مستحقین پر عذاب میں جلدی نہیں کرتا۔ وہ لوگوں کے دلوں کے راز کا جاننے والا ہے کوئی چھپی ہوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ ہر چیز کا احاطہ کے ہوئے ہے اور سب پر غالب ہے۔ وہ ہر چیز سے زیادہ قدرت رکھنے والا ہے۔ کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے۔ اس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا جبکہ کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ ہمیشہ رہنے والا ہے جس کو زوال نہیں ہے۔ وہ لوگوں میں عدالت کے ساتھ قائم ہے۔ اس کے سواء کوئی معبود نہیں۔ وہ جو ارادہ کرتا ہے اس پر غالب ہے، اس کے تمام کام حکمت و مصلحت پر مبنی ہیں وہ اس سے بلند تر ہے کہ عقلیں اس کو درک کرسکیں۔ وہ عقلوں کا درک کرنے والا ہے اور وہ امور کے لطائف سے آگاہ ہے اور اشیاء کے دقایق (باریکیوں) سے واقف ہے۔ وہ امور کی پوشیدہ حقیقت سے اطلاع رکھتا ہے۔ کوئی شخص ازروئے مشاہدہ و معائنہ اس کی مدح نہیں کرسکتا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ ظاہر و غایب کیسے ہے مگر جس طرح اس نے خود بتایا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کے وہی معبود ہے اس کے سواء کوئی معبود نہیں ہے اور نہ کوئی معبود اس کے سواء پرستش کے لائق ہے۔ اس کی پاکی و تقدس کے آثار سے سارا عالم بھرا ہوا ہے اور ظاہری نور ازل سے ابد تک کو روشن کئے ہوئے ہے۔ وہ اللہ ہے جو کسی صاحب رائے کے مشورہ کے بغیر اپنا حکم جاری کرتا ہے۔ تقدیر میں اس کے ساتھ اسکا کوئی شریک نہیں۔ اسکی تدبیروں میں کوئی نقص و فرق نہیں ہوتا۔ جس چیز کو بھی پیدا کیا اور شکل دی بغیر اس کے کہ کوئی مثال اس کے سامنے ہو اور جو کچھ پیدا کیا

بغیر کسی کی مدد کے پیدا کیا یا اس میں اس کو کوئی مشقت ہوئی ہو یا اس میں کچھ غور و فکر کی ہو بلکہ صرف اپنی قدرت سے پیدا کیا تو وجود میں آ گئیں۔ وہ تمام چیزوں کو عدم سے وجود میں لایا۔ لہذا پیدا کرنے والا وہی ہے اسکے سواء کوئی نہیں۔ اس نے اپنی صنعتیں بہت بہتر بنائیں اور بے حد احسانات کئے ہیں۔ وہ ایسا عادل ہے کہ ہرگز ظلم نہیں کرتا اور وہ سب سے زیادہ کریم ہے کہ تمام امور اسی کی طرف منتہی ہوتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایسا پروردگار ہے کہ ہر شےء اس کی بلندی کے سامنے پست ہے۔ اور ہر شےء اس کی ہیبت کے سامنے جھکی اور سرنگون ہے۔ وہ ملکوں کا مالک اور آسمانوں کا بلند کرنے والا اور مخلوق کے لئے آفتاب و مہتاب کا تسخیر کرنے والا ہے کہ وقت مقررہ پر جاری ہوتا ہے۔ وہ پردہ شب کو دن کے چہرے پر کھینچ دیتا ہے اور دن کی چادر رات کے منہ پر ڈال دیتا ہے۔ ہر کینہ پرور سرکش کا غرور توڑنے والا اور ہر باغی شیطان کو ہلاک کرنے والا ہے۔ اس کی کوئی نظیر و مثال نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے۔ حاجتوں میں تمام خلق کا مقصود ہے۔ وہ کسی کا باپ نہیں اور نہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اس کے لئے کوئی بیماری نہیں ہے۔ کوئی اس کا ہمسر و مقابل نہیں۔ وہ یکتا معبود اور بڑا پرورش کرنے والا ہے۔ جو ارادہ کرتا ہے عمل میں لاتا ہے جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور تمام چیزوں کا جاننے والا ہے۔ اور ہر چیز پر اپنا اختیار رکھنے والا ہے۔ وہ موت دیتا ہے اور موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ وہی فقیر و غنی کرتا ہے وہی ہنساتا اور رولاتا ہے۔ وہی ایک دوسرے کو نزدیک و دور کرتا ہے۔ کبھی اپنی بخشش روک دیتا ہے اور کبھی عطا فرماتا ہے۔ بادشاہی اسی کے لئے مخصوص ہے۔ وہی تمام تعریفوں کا سزاوار ہے۔ ہر طرح کی بھلائی اسی کے اختیار میں ہے اور وہ ہر شےء پر قادر ہے۔ وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ بیشک

وہی غالب اور بخشنے والا اور دعاوں کا قبول کرنے والا ہے اور بڑی بخششیں کرنے والا ہے۔ نفوس کا احصاء کرنے والا اور جن وانس کا پالنے والا ہے۔ کوئی امراس کے لئے مشکل نہیں اور فریاد کرنے والوں کی آہ و زاری اس کو اذیت نہیں پہنچاتی اور گڑ گڑانے والوں کی گڑ گڑاہٹ اس کو دل تنگ نہیں کرتی۔ نیکیوں کی حفاظت کرنے والا اور نجات پانے والوں کو توفیق دینے والا ہے۔ مومنوں کا آقا اور تمام عالم کا پروردگار ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جو اپنی تمام مخلوقات کے نزدیک نعمتوں کے وقت اور بلاؤں کی حالت میں اور سختی و امید میں حمد و شکر کا مستحق ہے۔ میں اس پر، اس کے فرشتوں پر اور کتابوں ورسولوں پر ایمان لایا ہوں۔ اس کا حکم سنتا اور اطاعت کرتا ہوں اور ہر اس چیز کی طرف سبقت کرتا ہوں جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ اس کی فرمان برداری میں رغبت کی وجہ سے اور اس کی سزاء کے خوف سے اس کی قضاء کا مطیع ہوں کیونکہ وہ ایسا پروردگار ہے جس کے عذاب سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے اور اس کی ہمسائگی سے نہیں ڈرنا چاہئے۔ میں اپنے تعلق سے اس کا بندہ ہونے کا اقرار کرتا ہوں اور اس کے پروردگار ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔ اس نے جو کچھ مجھ پر وحی بھیجی ہے تم کو پہنچاتا ہوں اس خوف سے کہ اگر نہ پہنچاؤں تو مجھ پر اس کا سخت عذاب نازل ہوگا جس کو کوئی شخص دفع نہیں کرسکتا اگرچہ اس کی عظیم کوشش کرے کیونکہ بجز اس کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اس نے مجھ کو آگاہ کردیا ہے کہ اگر میں اس کا یہ حکم تم لوگوں تک نہ پہنچاؤں تو ایسا ہی ہے جیسے میں نے اس کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچایا۔ اور بلاشبہ وہ لوگوں کے شر سے میری حفاظت کا ضامن ہوگیا ہے اور وہی دشمنوں کے شر سے بچانے والا اور اپنے دوستوں پر کرم کرنے والا ہے۔ اس نے مجھ پر یہ وحی بھیجی ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یاایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک ج و ان لم تفعل فما بلغت

رسالتہ ط واللہ یعصمک من الناس۔ (سورہ المائدہ آیت ٦٧) ترجمہ: اے رسول ﷺ پہنچادو وہ حکم جوتم پر نازل ہو چکا ہے اور اگر تم نے نہ پہنچایا تو رسالت ہی ادا نہیں کی۔ اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

اے لوگو! میں نے ان احکام کے پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کی جو مجھ پر نازل کئے گئے تھے۔ اب اس آیت کے نازل ہونے کا سبب تم سے بیان کرتا ہوں کہ مجھ پر تین مرتبہ جبرئیل نازل ہوئے۔ ہر مرتبہ اللہ کی جانب سے سلام پہنچایا اور حکم دیا کہ اس مقام پر قیام کروں اور ہر سفید و سیاہ کو آگاہ کردوں کہ علی ابن ابی طالب ع میرا بھائی, میرا وصی, میرا خلیفہ اور میرے بعد میری امت کا پیشوا (امام ورہبر) ہے۔ میرے نزدیک اس کی منزلت ویسی ہی ہے جیسے ہارون ع کی موسی ع کے نزدیک تھی فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ علی ع اللہ و رسول ﷺ کے بعد تمہارا مولا ہے اور اللہ نے اس مطلب کو قرآن میں اس آیت میں واضح کیا ہے: انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوالذین یقیمون الصلوہ ویوتون الزکواہ وھم راکعون (سورہ المائدآیت ۵۵) ترجمہ: تمہارا ولی امر تو بس اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ جو ایمان لائے ہیں , نماز کو قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا: بیشک علی ع نے نماز قائم کی اور حالت رکوع میں زکات دی۔ اوران کے ان تمام افعال میں ان کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا تھی۔ ان کی نیت خالص تھی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں نے جبرئیل سے کہا کہ وہ اللہ تعالی سے میرے لئے اس پیغام کی تبلیغ سے معافی چاہیں کیونکہ ان میں اللہ سے ڈرنے والے کم ہیں منافقین